حضرت علیؑ کی رتبہ شناسی

عالیجناب شیخ ممتاز حسین صاحب جونپوری

اس بات کو قطع نظر کر کے کہ حضرت علی علیہ السلام ۱۳ر رجب ۳۰ عام الفیل کو خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے بنی ہاشم کی نسل سے تھے جو عرب کے شریف ترین نسل انسانی میں ممتاز ہے۔ ان کی رتبہ شناسی کے لئے اس پر بھی نظر نہ کی جائے کہ آنکھ کھول کر رسول عربی کے چہرہ پر پہلی نظر کی اور تادم مرگ ہر کام میں اور ہر جگہ رسولؐ کے شریک تھے۔ داماد رسولؐ تھے، وصی رسولؐ تھے، امام تھے، معصوم تھے، بعض اصحاب رسولؐ کے صاحب ایمان ثابت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور آپ نے ایک منٹ بھی بت پرستی نہ کی۔ وہ شاگرد رسولؐ تھے اور اس طرح کی دو چار دس بیس خصوصیتوں کے آپ حامل نہ تھے بلکہ ہزار ہا فضائل ہیں جو مخصوص آپ کے لئے ہیں۔ عرب کے ایک عالم بے عدیل کا واقعہ مشہور ہے کہ اس نے فضائل علی کو ڈھونڈ ھ کر اس قدر جمع کیا کہ سب کا ضخیم مجموعہ کئی اونٹوں کا بار ہو گیا اور اس کو اپنی محنت اور جانکاہی پر اس قدر ناز تھا کہ ایک بہترین قیمتی گھوڑے پر سوار ہو کر اور ایک قیمتی تلوار زیب کمر کر کے اس دعوے کے ساتھ باہر نکلا کہ جو عالم کوئی ایک فضیلت بھی ایسی نکال دے جو اس ذخیرے میں نہ ہو تو یہ گھوڑا اور یہ تلوار اس کی نذر ہے، وہ اس شان اور دعوے کے ساتھ نکلا ہی تھا کہ عرب کا ایک نوجوان کچھ اشعار گنگناتا ہوا ساتھ ہو لیا اس کے اشعار میں حضرت علیؑ کے وہ چند فضائل تھے جو اس عالم کے اتنے ضخیم ذخیروں میں نہ تھے وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور تلوار اور گھوڑا انذر کرنے لگا مگر جوان نے کہا کہ حضرت علی کے فضائل کا شمار اور ان کی رتبہ شناسی مشکل ہے۔ اپنا گھوڑا رکھئے اپنی تلوار رکھئے۔

اب سوچئے کہ جب یہ حالت ہو تو یہ رباعی کس قدر اپنے محل پر صحیح ہے۔

اوصاف علی به گفتگو ممکن نیست
گنجائش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم
الا دانم که مثل او ممکن نیست

۱۳ر رجب کی آمد میں اخبار تنظیم نے بھی رجب نمبر بطور نذر عقیدت پیش کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔

اب کیا لکھا جائے کیا نہ لکھا جائے اس کا فیصلہ مشکل ہے حضرت علیؑ کو بہ حیثیت امام یا ان صفات کی وجہ سے جن کا خاکہ اوپر پیش ہوا نہ دیکھئے بلکہ بحیثیت انسان کامل کے دیکھئے اور ہر قوم اور ہر انسان کے ہر گروہ اور ہر طبقے سے ڈھونڈ ھ ڈھونڈ ھ کر انسان رہبر، عالم اور مختلف صنف کے کامل انسانوں کو سامنے لائیے تو صاف صاف پتہ چل جائیگا کہ کسی ایک انسان میں حضرت علیؑ کی طرح اتنے صفات و کمالات نہ دیکھے گئے نہ سنے روحانی اعتبار سے رسولؐ اور نبیؐ کا درجہ انسانوں میں بہت بلند ہوتا ہے پھر رسولوں میں نبی آخرالزماں کی ذات تو کمالات کا سرچشمہ تھی حضرت علیؑ نے ایسے انسان کامل سے فیض و کمال حاصل کئے اور ان کے ایسے شاگرد تھے کہ یہ کہنا پڑا۔

نبیؐ کے بعد جو ہوتا نبیؐ علیؑ ہوتے
مگر مشیت حق سے نبیؐ ہوا ہی نہیں

علیؑ کی رتبہ شناسی کی آخری حد یہ ہے کہ گھبرا کر نصیریوں نے تو معاذ اللہ آپ کو خدا کہہ دیا۔ اب اس کے آگے کوئی کیا کہے

امام شافعی نے بھی کچھ ایسا ہی غبطہ فرمایا۔

حضرت علیؑ خاکی پیکر میں تھے۔ مکہ و مدینہ و عراق و بصرہ اور کوفے میں پھرے۔ نصیریوں کو یہ بھی خیال نہ رہا۔ کہ خدا کہیں اس طرح گھومتا پھرتا ہے۔ حضرت کی رتبہ شناسی میں بڑے بڑے مغالطے اہل دنیا کو ہوئے۔ بعض لوگ جو تناسخ اور آواگون کے ماننے والے ہیں انہوں نے سری کرشن جی کے بہت سے کمالات ان میں پائے تو گھبرا کر یہ کہہ دیا کہ شری کرشن جی حضرت علیؑ کے روپ میں دوبارہ نمودار ہوئے۔

علم و فضل کے ساتھ شجاعت اور سپہ گری کے کمالات کا متضاد حیثیت سے آپ کی ذات میں پایا جانا ایک ایسا کمال ہے جو حیرت انگیز ہے۔ اور خان بہادر سید محمد ہادی مرحوم جیسے عدیم المثال شاعر نے اپنے ایک قصیدہ میں اسی خیال کو یوں ادا کیا ہے۔

ایماں کے قلمرو میں مفتی بھی مجاہد بھی
اور انہی سے ہر فن میں مانی ہوئی یکتائی

قرآن شریف کے سورہ جمعہ کی دوسری آیت میں خدا نے رسول عربی جناب محمد مصطفیؐ کے لئے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے امیوں میں انھیں کا سا رسول (احمد) بھیجا جو ان کے سامنے

(۱) آیتیں پڑھتے
(۲) ان کو پاک کرتے
(۳) ان کو کتاب (خدا) کی باتیں سکھاتے
(۴) ان کو حکمت کی باتیں سکھاتے ہیں۔

حضرت علیؑ ہمیشہ بچپن سے رسولؐ کے ساتھ رہے۔ رسولؐ کو خدا نے جو سکھایا وہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو سکھایا۔ اوپر جن چار باتوں کا ذکر ہوا اس کے تعلیم میں رسولؐ کے دوش بدوش حضرت علیؑ ہی رہے۔ یہ بہت بڑی سند ہے جو رسولؐ نے سوا حضرت علیؑ کے کسی کے لئے اس آیت کے ارشاد کے تحت میں نہیں فرمایا کہ **انا مدینة العلم و علی بابها**، نہ باب حکمت اپنے ساتھ کہہ کر سوا حضرت علیؑ کے کسی کو حکیم فرمایا۔

اسی خیال کو اور وسعت دیکر سوچا جائے تو جیسا یہ مشہور ہے کہ رسولؐ کو سوا علیؑ کے کسی نے نہیں پہنچانا اور علیؑ کو سوا رسولؐ کے کسی نے نہ پہنچانا ہر ایک حد و حدود کے لحاظ سے بالکل درست ہے۔ جب یہ حالت ہو تو حضرت علیؑ کی رتبہ شناسی کا کوئی کیا دعوی کر سکتا ہے۔

عیسائی مذہب کے ایک گروہ کو یونٹرین (موحد) کہتے ہیں جو مذہبی برادری کے لحاظ سے تو عیسائی کہے جا سکتے ہیں مگر وہ ان باتوں کو نہیں مانتے جس کو عقیدتاً اور مذہباً عیسائی مانتے ہیں وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحیت کے بھی قائل نہیں۔ وہ توحید خداوندی کے بارے میں اسلامی خصوصاً اسی پاک و پاکیزہ طریقہ پر توحید خداوندی کو مانتے ہیں جس طرح شیعہ وہ ہر نبیؐ و امام کے اچھے اصول کو مانتے ہیں اور ایسے موحد رہبروں کی عزت دل سے کرتے ہیں۔

وہ کسی دنیاوی مصلحت اور برادری کے ڈر سے چاہے یہ نہ کہیں کہ وہ حضرت علیؑ کے رتبہ شناس اور حضرت علیؑ کے ماننے والے ہیں مگر ہیں وہ عملاً و حقیقتاً اسد اللہی۔ بہت سے شیعہ ایسے ہیں جو کثیر التعداد شیعوں کے مذموم حرکات کی وجہ سے اپنے کو علانیہ شیعہ کہتے ہوئے جھجھکتے ہیں اور اندیشہ یہ ہے کہ یہ سیلاب دہریت جو امڈا آرہا ہے اور تعلیم مذہبی کا جس طرح دیوالہ ہوتا جاتا ہے کہ بچپن سے شیعہ اور مسلمان انگریزی اسکول کی بھٹی میں جھونک دیئے جاتے ہیں اور کمیونزم اور سوشلزم اشتراکیت وغیرہ کا غلبہ ہوتا جاتا ہے کہیں شیعہ کثیر تعداد میں یونیسٹرین نہ ہو جائیں یونیسٹرین کے لئے حضرت علیؑ سے زیادہ کسی نسل انسانی میں جامع الصفات اور انسان کامل نہیں مل سکتا اس لئے قبل اس کے کہ ہم کھنچ کر جذب ہو جائیں ان کو باقاعدہ حضرت علیؑ کا مرتبہ شناس بنا کر اپنا لیں اور یہ بڑی انسانی خدمت ہوگی۔

(ماخوذ از ہفتہ وار تنظیم لکھنؤ رجب نمبر ۷۲ ۱۳ھ صفحہ ۳۰)

۞۞۞